محمد رمضان یوسف سلفی

علمائے اہل حدیث کے خادم

چوہدری شوکت علی رحمۃ اللہ علیہ

جماعت اہل حدیث کے گروہ باصفا کے عالی قدر افراد سے مجھے شروع دن سے ایک یک گونا تعلق اور عقیدت رہی ہے۔ یہ وہ نیک نہاد لوگ ہیں، جنھوں نے دنیا کی رسوم وعوائد اور ''رنگینیوں'' سے کنارہ کش ہوکر فقط اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی کی ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت اہل حدیث کی قرآن وسنت پر مبنی دعوت کو جس نے بھی صدق دل سے سنا تو وہ مسلک اہل حدیث پر عمل پیرا ہوکر ''صراط مستقیم'' پر چل پڑا۔

چوہدری شوکت علی مرحوم بھی ایسے ہی خوش قسمت افراد سے تھے۔ جنھوں نے علمائے اہل حدیث کی تصانیف پڑھ کر تقاریر اور وعظ سن کر تحقیق سے مسلک اہل حدیث اپنایا اور پھر تا زندگی وہ اس پر عمل پیرا رہے اور انھوں نے اپنی تبلیغی مساعی سے بیسیوں لوگوں کو اہل حدیث بنایا۔ جماعت اہل حدیث کے وہ بہی خواہ اور بے لوث مبلغ تھے۔ علمائے اہل حدیث کے محب اور قدر دان تھے۔ ۱۹۲۶ء میں ضلع ننکانہ کی تحصیل شاہ کوٹ کے نواحی قصبے میر پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام حاجی عبدالعزیز اور دادا کا اسم گرامی فتح محمد ہے۔ ان کے آباؤ اجداد آباد کار تھے اور ان کی اچھی خاصی زرعی اراضی تھی۔ چوہدری شوکت علی مرحوم نے اس کھاتے پیتے زمیندار گھرانے میں شعور کی آنکھ کھولی۔ سکول کی تعلیم کے بعد انھوں نے کھیتی باڑی کو اپنایا۔

مذہب سے ان کو بے پناہ شغف تھا۔ فارغ اوقات میں دینی وتبلیغی جلسوں میں شریک ہوتے۔ اُس زمانے میں موٹریں اور بسیں بہت کم تھیں اور ملک میں سڑکوں کا جال بھی نہیں بچھا تھا۔ ایسے میں سفر کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اس صورتحال کو ملحوظ رکھتے ہوئے شوکت صاحب نے خوبصورت تانگہ سواری اپنی ہی بنوالی تھی۔ وہ خود بھی اور دوسرے کئی دوستوں کو بھی اپنے ہمراہ تانگے پر بٹھاتے اور تبلیغی جلسوں میں لے جاتے۔

۱۹۴۸ء میں جب بطل حریت مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کو منظم اور فعال کیا تو چوہدری شوکت مرحوم جمعیت اہل حدیث کے جلسوں میں بطور سامع ضرور شریک ہوتے تھے اور اس سلسلے میں وہ پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھی پہنچ جاتے تھے۔ علمائے اہل حدیث میں وہ، مولانا سید داؤد غزنوی، مولانا اسماعیل سلفی، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا عبداللہ شیخوپوری، مولانا سید عبدالغنی شاہ، مولانا محمد صدیق لائل پوری، مولانا حافظ اسماعیل

روپڑی، مولانا عبدالستار دہلوی اور عظیم مصلح امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے تبلیغی کارناموں اور دینی خدمات سے ازحد متاثر تھے۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات اور ان کی تفسیر ثنائی کی بڑی تحسین فرماتے اور انھوں نے کئی بار تفسیر ثنائی سبقاً مکمل پڑھی بلکہ تفسیر ثنائی پر بہت زیادہ نوٹ لگائے۔ ان کی عادت تھی کہ دوران مطالعہ کوئی اہم بات ان کی نظر سے گزرتی تو اس کو نشان زدہ کر لیتے اور پھر بوقت ضرورت بطور حوالہ بڑی جرأت اور پورے یقین سے پیش کرتے۔

امام محمد بن عبدالوہاب کی تصنیفات کے بڑے دلدادہ تھے۔ فرمایا کرتے کہ امام صاحب نے توحید کو جس اچھی طرح بیان فرمایا ہے اگر کوئی تعصب سے بالاتر ہو کر انھیں مطالعہ کرے تو وہ شرک و بدعت سے تائب ہو جائے۔ چوہدری شوکت مرحوم بڑے مہمان نواز اور علماء کے قدردان تھے۔ دوسرے علاقوں سے علماء ان کے گاؤں تشریف لاتے تو انہی کے ہاں قیام کرتے۔ کسی عالمِ دین کو وعظ کے لیے آگے کسی گاؤں جانا ہوتا تو وہ چوہدری صاحب اپنے تانگے پر چھوڑ آتے۔ علماء کی خدمت کر کے وہ خوش ہوتے۔

پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوری سے بہت متاثر تھے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مرحوم اپنی بھرپور جوانی کے دن گزار رہے تھے تو اپنی زمین کی دیکھ بھال کے لیے منڈی یزمان میں قیام فرماتے۔ ہر جمعہ بہاولپور میں حافظ صاحب مرحوم کی اقتدا میں ادا فرماتے اور جب بہاولپور میں مسجد کی تعمیر کی گئی تو اُس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مالی تعاون کے ساتھ ساتھ بذات خود اُس میں فقط رضاء الٰہی کے لیے مزدوری کرتے رہے اور ٹرالیوں سے مٹی کی بھرائی کرتے رہے۔

حضرت حافظ صاحب ان کی اس جدوجہد وشوق کی وجہ سے ان سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور کئی دفعہ ان کے گاؤں میرپور تشریف لائے اور کئی کئی دن قیام فرمایا۔ رحمہما اللہ تعالی۔

ان کے گاؤں میرپور میں جماعت اہل حدیث کے افراد تو تھے، لیکن اہل حدیث مسجد نہ تھی۔ بلکہ تیس سال اہل حدیث اور حنفی ایک ہی مسجد میں پانچ وقت نماز اور جمعہ علیحدہ علیحدہ ادا کرتے رہے۔ آخر جب احناف سے اس کا بعض مسائل میں ٹکراؤ طول پکڑ گیا اور حالات ناگزیر صورت اختیار کر گئے تو انھوں نے اپنی الگ مسجد تعمیر کروا دی۔ اب الحمدللہ گاؤں میں اہل حدیث کی دو مساجد ہیں۔ ان کی مسجد کے خطیب ہمارے عزیز دوست مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب (مدیر ترجمان الحدیث) ہیں۔

چوہدری شوکت مرحوم سچے اور پکے مسلمان تھے۔ وہ ہمہ وقت جماعت اور مسلک کی تعمیر و ترقی میں کوشاں رہتے۔ علمائے اہل حدیث سے سن سنا کر اور اپنے ذاتی مطالعہ سے انھوں نے سینکڑوں مسائل یاد کر لیے تھے۔ حنفی بریلوی اور دیوبندیوں سے ان کی بحث و مباحثہ کا سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ وہ اپنی بات دھڑلے سے بیان کرتے تھے اور دلائل سے مخالف کو خوب آڑھے ہاتھوں لیتے تھے۔

جماعت اہل حدیث کے اس مخلص ساتھی اور بزرگ سے میری پہلی اور آخری ملاقات ۱۷۔ مارچ ۲۰۰۶ء کو نماز جمعہ کے بعد ان کے گاؤں ان کی مسجد میں ہوئی۔ مجھے اور محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کو برادرم فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب نے اپنے گاؤں میرپور خصوصی دعوت پر بلایا تھا۔ شوکت مرحوم،

مولانا اسحاق بھٹی کو دیکھ کر یزدانی صاحب سے کہنے لگے یہ بزرگ تو مولانا داؤد غزنوی صاحب کے ساتھ ہوا کرتے تھے کیا یہ وہی ہیں......؟ پھر جب بھٹی صاحب کو ان سے ملایا گیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور اپنی زندگی سے متعلق کئی واقعات سنائے۔

اس موقع پر محترم مولانا اسحاق بھٹی صاحب نے ان کی جماعتی خدمات کو سراہا اور ان کی ذہانت و حافظے کی تعریفیں کرتے ہوئے کہنے لگے کہ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھ جیسے آدمی کو جو نہ خطیب ہے اور نہ لیڈر' یاد رکھا۔ جب کہ میرا کام تو ہفت روزہ الاعتصام کی ادارت اور دیگر جماعتی کام ہوتا تھا۔

بہرحال چوہدری شوکت مرحوم سے ہماری یہ مختصر ملاقات خوب رہی۔ ارادہ تھا کہ کسی روز وقت نکال کر ان کی خدمت میں میر پور حاضری دوں اور ان کی زندگی کے لیل و نہار کو قلم بند کروں۔ گاہے گاہے ان کی خیریت معلوم ہوتی رہتی تھی۔

چند روز پہلے مولانا فاروق الرحمٰن صاحب نے یہ روح فرساں خبر سنائی کہ ۱۰۔جنوری ۲۰۰۷ء کو چوہدری شوکت صاحب وفات پا گئے تو از حد افسوس ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر انھیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں نامور مورخ و ادیب مولانا محمد اسحٰق بھٹی صاحب کا تعزیتی خط نقل کیا جاتا ہے جو بھٹی صاحب نے مرحوم کے بیٹے کے نام تحریر کیا۔

مکرمی و محترمی چوہدری محمود شوکت صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی سے معلوم کر کے بے حد افسوس ہوا کہ آپ کے والد مکرم چوہدری شوکت علی صاحب وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چودھری صاحب مرحوم نہایت صالح بزرگ تھے اور جماعت اہل حدیث کے مخلص ترین خادم تھے اور انتہائی جرات مندی سے جماعت کی خدمت کرتے تھے۔ اس سلسلے میں نہ گھبراتے تھے نہ کسی سے خوفزدہ ہوتے تھے۔

ان کی یادداشت قابلِ رشک تھی۔ کئی مہینے پیشتر میں آپ کے گاؤں (چک نمبر 87 میر پور) آیا تو مجھے پہچان لیا۔ حالانکہ ان سے ملاقات پر چالیس سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا تھا۔ انھوں نے میرا نام لے کر بتایا کہ ''تم محمد اسحاق بھٹی ہو جو مولانا داؤد غزنوی کے ساتھ جماعتی کاموں میں مختلف مقامات میں جایا کرتے تھے اور اخبار ''الاعتصام'' کے ایڈیٹر تھے۔''

میں ان کی یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔ اس وقت میں تیس بتیس سال کا جوان تھا اور اب اکاسی سال کا بوڑھا ہو گیا ہوں۔ لیکن انھوں نے مجھے دیکھتے ہی میرے چہرے کے اس دور کے خدوخال بھی بتا دیئے اور یہ بھی بتا دیا کہ میری داڑھی چھوٹی تھی اور تم مونچھیں چڑھا کر رکھتے تھے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مرحوم والد کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ حضرات کو صبر کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔ آپ والد کی مخلصانہ دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں۔ اس کا مجھے بے حد احساس ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

میری طرف سے مرحوم کے تمام متعلقین سے اظہار افسوس کیجیے۔

شریک غم

محمد اسحاق بھٹی